© rasailojaraid.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نظرات

خاکسار تحریک پر ایک نظر

کلکتہ لوئر چیت پور روڈ سے محمد یعقوب صاحب بٹ لکھتے ہیں :-

"آج کل علامہ مشرقی کی تحریک خاکسار بہت حد تک مسلمانوں میں اثر انداز ہو رہی ہے اور اس کے خلاف ملک کے اکثر علماء فتوے صادر فرما چکے ہیں لیکن زمانہ کے بیدار مغز لوگ عام مولویوں کے فتویٰ بازیوں سے پہلے سے ہی تنگ آچکے ہیں اور حقیقت بھی یہ ہے کہ گنتی کے چند علماء کو چھوڑ کر عام مولوی تنگ نظری سے ہر جگہ کام لیتے بھی ہیں، ممکن ہے ان فتووں میں بھی یہی جذبہ کارفرما ہو۔ جہاں تک میں نے دیکھا ہے ندوۃ المصنفین کے ارکان و علماء ان تنگ نظریوں سے بالاتر ہیں۔ اس بناء پر جرأت کی ہے کہ آپ کو ترغیب دوں کہ آپ اپنے مؤقر رسالہ "برہان" میں اس تحریک پر مکمل اور مفصل بحث کریں جس سے عام لوگ پوری طرح مستفید ہوسکیں۔ اُمید ہے آپ میری اس گذارش کو معمولی سمجھ کر نظرانداز نہیں کرینگے۔ انتہیٰ ملخصاً۔

اس میں شبہ نہیں آج کل خاکسار تحریک ہندوستان کے مسلمانوں کی ایک ایسی تحریک ہے جس سے اغماض نہیں کیا جا سکتا۔ اس تحریک سے متعلق گذشتہ دو تین ماہ میں اس کثرت سے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

رسالے اور مضامین شائع ہو چکے ہیں کہ اُن کے ہوتے ہوئے ہم نے خود کچھ لکھنا غیر ضروری خیال کیا لیکن ہمارے سکوت کے ساتھ ساتھ پوچھنے والوں کا اصرار برابر بڑھتا رہا۔ چنانچہ مندرجۂ بالا خط اُن متعدد خطوط میں سے ہے جو اس سلسلہ میں دفتر برہان میں موصول ہو چکے ہیں۔ ان خطوط سے اندازہ ہوتا ہے کہ قارئین برہان میں ایک کثیر جماعت ان حضرات کی ہے جو برہان کے کارکنوں کو تنگ نظر نہ سمجھنے کی بنا پر خاکسار تحریک ایسے مسائل میں اُن کی رائے معلوم کرنے کا اشتیاق ہی نہیں رکھتے بلکہ اس تحریک کے جواز و عدم جواز کا فیصلہ اُسی کی روشنی میں کرنا چاہتے ہیں ایسے ہی اصحاب کے لیے سطور ذیل قلمبند کی جا رہی ہیں جن میں مختصراً چند اصولی باتوں کی طرف اشارہ کر دیا گیا ہے۔

سب سے پہلی اور اصولی بات یہ ہے کہ دنیا کی ہر تحریک کسی خاص نصب العین اور کسی خاص مقصد پر قائم ہوتی ہے۔ اور اس مقصد کی اچھائی اور بُرائی پر ہی اس تحریک کی اچھائی اور بُرائی کا دارومدار ہوتا ہے۔ اس لیے سب سے پہلے ہم کو یہ دیکھنا چاہیے کہ خاکسار تحریک کا مقصد کیا ہے؟ آیا وہ کوئی خالص اسلامی مقصد ہے۔ یا وہ کوئی ایسا بین الاقوامی مقصد ہے جس کی افادیت مسلمانوں اور دوسری قوموں سب کے لیے یکساں ہے۔ خاکسار تحریک پر جب ہم اس زاویہ نگاہ سے غور کرتے ہیں تو اس عجیب و غریب حقیقت کا انکشاف ہوتا ہے کہ اس تحریک کا اب تک کوئی خاص نصب العین متعین ہی نہیں ہو سکا یعنی یہ نہیں کہا جا سکتا کہ ان لوگوں کی منزل مقصود کیا ہے؟ انہوں نے کس مقام کو اپنے سفر کا منتہا بنایا ہے؟ اور یہ کہاں پہنچنا چاہتے ہیں؟ ایک طرف اس تحریک کے بانی کا اعلان یہ ہے:-

"ہم اس تحریک کے اندر کم از کم دس لاکھ سپاہیوں کی ایک پُر امن، پابند قانون،

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

قواعد داں، مطیع خدا اور منکر یا سوا، بے غرض، حکم ماننے والی خادم خلق، ہندو مسلمان سکھ، عیسائی، پارسی، اچھوت، سب پر مشتمل ایک جماعت تیار کرنا چاہتے ہیں۔

(قول فیصل نمبر ۲ صفحہ ۱)

پھر ۱۔ نومبر ۱۹۳۹ء کے "الاصلاح" میں پچیس لاکھ نئے خاکساروں کی بھرتی کے متعلق ایک سرکلر شائع کرتے ہوئے یہ اعلان کیا جاتا ہے۔

ان خاکساروں کی بھرتی بلالحاظ مذہب وملت ہو۔ ہندو، سکھ، عیسائی، پارسی، اچھوت، انگریز سب کے لیے کھلا دروازہ ہو۔"

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ خاکسار تحریک خالص اسلامی تحریک نہیں بلکہ اس کی حیثیت کسی بین الاقوامی تحریک کی ہے لیکن دوسری طرف جس چیز کا بار بار اعادہ کیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ خاکسار تحریک کا مقصد اعلائے کلمۃ اللہ اور اسلام کی صولت وسطوت کو تمام دنیا میں از سر نو قائم کر دینا ہے۔ ایک سنجیدہ و متین شخص جب ان دو متضاد باتوں پر غور کرتا ہے تو حیرت و استعجاب میں غرق ہو جاتا ہے، اور وہ نہیں سمجھ سکتا کہ آخر اس تحریک کا خصوصی مطمح نظر کیا ہے؟ آپ کو دور جانے کی ضرورت نہیں قول فیصل کا مذکورہ بالا اعلان ذرا غور سے پڑھیے، آپ کو معلوم ہوگا کہ یہ چار سطریں ہی اپنے اندر کس قدر تضاد رکھتی ہیں۔ اس اعلان میں ایک طرف تو مشرقی صاحب خاکسار سپاہی کے لیے "مطیع خدا" اور "منکر ما سوا" ہونا شرط قرار دیتے ہیں لیکن دوسری جانب وہ اس میں ہندوؤں اور عیسائیوں کو بھی شریک کرنا چاہتے ہیں۔ گویا مشرقی صاحب کے نزدیک ایک ہندو یا عیسائی بھی "مطیع خدا" اور "منکر ما سوا" ہو سکتا ہے۔ حالانکہ ایک ادنیٰ درجہ کا مسلمان بھی اس حقیقت سے بے خبر نہیں ہے کہ اسلام میں کسی شخص کو صحیح معنی میں اسوقت تک مطیع خدا نہیں کہا جا سکتا جب تک کہ اس کے اعمال کی بنیاد صحیح ایمان پر قائم نہ ہو۔ رہا منکر ما سوا، تو سمجھ میں

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

نہیں آتا کہ اس کو مشرقی صاحب کی مذاہب سے بے خبری کہا جائے یا اُن کا حد سے زیادہ بھولا پن، کہ وہ ہندوؤں اور پارسیوں اور صابئیوں کو بھی "منکر ماسوا" قرار دے رہے ہیں۔

مشرقی صاحب کے بیانات کا تضاد یہیں تک محدود نہیں ہے، اگر اُن کی کتاب "تذکرہ" "اشارات" اور اُن کے رسائل واخبارات کا مطالعہ کیا جائے تو یہ امر بخوبی واضح ہو جائیگا کہ اس تحریک کے بانی کا دماغ یا تو کسی قطعی نصب العین کی تعیین وتشخیص سے یکسر معرا ہے۔ یا اگر کوئی نصب العین دماغ میں موجود ہے بھی تو اُس نے اب تک اُس کا اظہار نہیں کیا۔

پس ایسی حالت میں مشرقی صاحب کی آواز پر مسلمانوں کا اُن کے گرد وپیش جمع ہو جانا بالکل ایسا ہی ہے کہ ایک شخص جنگل میں کھڑا ہو کر شور وغل مچاتا ہے۔ لوگ نہیں سمجھتے کہ وہ کیا کہہ رہا ہے۔ مگر پھر بھی بے تحاشا اُس کی طرف دوڑے چلے جاتے ہیں۔ پھر جب وہاں پہنچتے ہیں تو انہیں معلوم ہوتا ہے کہ ایک دیوانہ اپنی دیوانگی کے جوش میں زور زور سے بڑبڑا رہا تھا، اور بے معنی الفاظ بک رہا تھا۔ اب ان کو اپنی فضول جد وجہد پر سخت ندامت ہوتی ہے، اور وہ اپنا سا مُنہ لے کر اپنے اپنے گھروں کو واپس آجاتے ہیں۔

اور اگر تھوڑی دیر کے لیے یہ فرض بھی کرلیا جائے کہ خاکسار تحریک کا مقصد واقعی اعلاء کلمۃ اللہ اور خلافت الٰہی کا قیام ہے۔ تو اب ہم کو اُن طرقِ عمل کا جائزہ لینا چاہیے جو عموماً خاکساروں کو اختیار کرنے پڑتے ہیں۔ ہر شخص کو معلوم ہے، تحریک میں داخل ہونے والے کے لیے یہ عہد کرنا ضروری ہے کہ وہ اپنے امیر کو حاکم علی الاطلاق مانیگا اور اُس کے ہر حکم کی تعمیل وہ بے چون وچرا کریگا۔ اس نوع کا عہد وپیمان اسلامی اسپرٹ کے بالکل خلاف ہے۔ قرآن مجید میں جگہ جگہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی دعوت دی گئی ہے۔ اور حدیث میں صاف لفظوں

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

میں ہے "لا طاعۃ لمخلوقٍ فی معصیۃ الخالق انما الطاعۃ فی المعروف" کون مسلمان نہیں جانتا کہ آمر مطلق اور حاکم علی الاطلاق سوائے رب العٰلمین کے کوئی دوسری ذات نہیں ہوسکتی۔ پس سمجھ میں نہیں آتا خاکسار تحریک کے علمبردار یہ کیسے نبوی اسلام کی شوکت وعظمت کا پرچم اُڑانے چلے ہیں کہ پہلے ہی قدم پر اُن کا رُخ کعبہ کی بجائے شوالہ کی طرف مُڑ گیا ہے۔ کیا کوئی مسلمان ایک لمحہ کے لیے بھی تصور کرسکتا ہے کہ جس عمارت میں نمرود و فرعون، اور ہامان وشداد کے مجسمے جگہ جگہ نصب ہوں، اُس سے مسجد کا کام لیا جاسکتا ہے۔ اس طرح کی اطاعتِ مطلقہ کی دعوت اس چیز کی غمازی کرتی ہے کہ یہ تحریک اسلامی روح سے یکسر خالی ہے، اور اس کا مقصد مسلمانوں کا تمکن فی الارض نہیں بلکہ خود اپنا تمکن و ترفع ہے، پھر روزمرہ کی زندگی میں خاکساروں کے جو اعمال و افعال دیکھے گئے ہیں اُن سے بھی صاف پتہ چلتا ہے کہ ان لوگوں کی ذہنی اور جسمانی تربیت و تنظیم خالص اسلامی طریقہ پر نہیں ہورہی ہے جس کی وجہ سے ان میں شعائرِ دین کے احترام کا جذبۂ کامل پایا جائے۔

گذشتہ ماہِ رمضان میں جبکہ خاکسار لکھنؤ میں یوپی گورنمنٹ کے خلاف مظاہرے کرنے کے لیے ہندوستان کے ہر گوشہ سے دہلی میں جمع ہورہے تھے، اور اُنھوں نے اپنا کیمپ دفتر "برہان" کے قریب ہی قائم کر رکھا تھا۔ اس زمانہ میں صرف ہم نے نہیں بلکہ دہلی کے سینکڑوں انسانوں نے دیکھا ہے کہ خاکسار روزہ کے دنوں میں صبح شام جوق درجوق ہوٹلوں میں پہنچتے تھے اور نہایت بے باکی کے ساتھ کھانا کھاتے اور چاء پیتے تھے۔ یہ تسلیم کیا جاسکتا ہے کہ مسافر ہونے کی وجہ سے ان پر روزہ فرض نہیں تھا، لیکن اگر ان کے دلوں میں اسلامی شعائر کا کچھ بھی احترام ہوتا تو یہ ہرگز شارعِ عام پر اس طرح بیباکی کے ساتھ کھانا کھانے اور بازاروں میں سگرٹ کے کش اُڑاتے ہوئے پھرنے کی جسارت نہ کرتے۔ غرض کہ یہ کھلی ہوئی حقیقت ہے کہ خاکسار

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

تحریک خالص اسلامی تحریک نہیں ہے۔ اور زبان سے "تمکن فی الارض" اور "خلافت الٰہیہ" کے قیام کے جو دعوے کیے جاتے ہیں وہ سراسر لغو اور بے بنیاد ہیں۔ اور اس بنا پر کوئی مسلمان ایک دقیقہ کے لیے بھی اس تحریک میں اس غرض سے شامل نہیں ہوسکتا کہ وہ اس تحریک کے ذریعہ دنیا میں سطوتِ حق کو قائم کرنے میں کامیاب ہو جائیگا۔

ہاں بیشک کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایک بڑا شخص کوئی تحریک لے کر اٹھتا ہے۔ وہ لوگوں کو اس میں شمولیت کی دعوت دیتا ہے کسی مصلحت سے وہ اپنا خاص نصب العین ظاہر نہیں کرتا لیکن جب اس کے پاس لوگوں کا ایک کثیر مجمع اکٹھا ہو جاتا ہے اور وہ سب کسی ایک رشتہ وحدت میں منظم ہو جاتے ہیں تو وہ یکایک ایک مفید انقلاب عظیم برپا کر دیتا ہے۔ اس وقت تردد و تذبذب کی تمام تاریکیاں چھٹ جاتی ہیں اور اس کے مخالفین کو بھی اس شخص کی عظمت کے سامنے سر تسلیم خم کر دینے کے سوا کوئی چارہ نہیں رہتا۔

لیکن یہ واضح رہنا چاہیے کہ یہ اسی وقت ہوسکتا ہے جبکہ اس تحریک کا قائد اپنے اخلاق وعادات اور کیرکٹر کے لحاظ سے دنیا کا کوئی غیر معمولی انسان ہو۔ اس کے برعکس خاکسار تحریک کے بانی کے اعمال وافعال کا جائزہ لیجیے تو یہاں بھی نہایت مایوس کن حالات نظر آتے ہیں۔ جو شخص اتنی بڑی تحریک کا قائد ہونے کے باوجود ایک معمولی گورنمنٹ (یوپی) سے معافی مانگ لے، اپنی بات سے ہٹ جائے اور اس پر دباؤ ڈالنے کی غرض سے گورنمنٹ آف انڈیا کو جنگ کے لیے پچاس ہزار خاکساروں کو پیش کش دینے میں ذرا شرم محسوس نہ کرے۔ پھر دلی میں گرفتار ہو تو پولیس کو دیکھتے ہی اس کے چہرہ کا رنگ فق ہو جائے اور آنکھوں میں آنسو ڈبڈبا آئیں۔ کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ ایسا متلون مزاج، تعلق پسند، کمزور دل اور ڈرپوک انسان اس

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

قابل ہے کہ اُس سے نصب العین کی تعیین کرلئے بغیر ہی ہزار در ہزار انسان اس کو اپنا قائد تسلیم کرلیں، اور اطاعتِ مطلقہ کے عہد و پیمان کے لیے اُس کے ہاتھ پر بیعت کریں، اور اپنی موت و حیات کے لیے اس کے فیصلہ کو ناطق قرار دیں۔

اس گذارش سے یہ بات واضح ہوگئی ہوگی کہ خاکسار تحریک نہ تو اپنا کوئی ایسا متعین نصب العین رکھتی ہے جس کو اسلامی نصب العین کہا جائے۔ بلکہ زیادہ صحیح یہ ہے کہ اسلامی یا غیر اسلامی اُس کا کوئی اجتماعی نصب العین ہے ہی نہیں اور نہ اس تحریک کا بانی اپنے کیرکٹر کے لحاظ سے اس قابل ہے کہ مسلمان اُس پر اعتماد کرکے اُس کے ہاتھ پر بیعت کرلیں اور بے سوچے سمجھے اُس کی پیروی کرنے لگیں۔

اب ہم اُن چند چیزوں کی طرف اشارے کرتے ہیں جو عموماً مسلمانوں کے لیے اس تحریک میں شمولیت کی داعی بنی ہوئی ہیں، وہ چیزیں یہ ہیں

(۱) فوجی تنظیم (۲) جسمانی ورزش (۳) ایک خاص ڈسپلن (۴) خاکساروں کی غیر معمولی بہادری اور پامردی۔

اوّل الذکر تین چیزوں پر گفتگو کرنے سے قبل ایک مرتبہ پھر آپ کو یہ یاد کرلینا چاہیے کہ اس وقت آپ کو خاکسار تحریک سے متعلق اپنے ذہن میں صرف یہ تصور قائم رکھنا چاہیے کہ وہ محض ایک تنظیمی یا معاشرتی تحریک ہے۔ اب اس حقیقت کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے اس پر غور کیجیے کہ تنظیم بجائے خود کوئی مقصد نہیں ہے۔ اور اس لیے جو کام محض تنظیم کے لیے کیا جائے وہ کبھی کبھی نتیجۃً کامیاب نہیں ہوسکتا۔ مسلمانوں کی تنظیم کا مقصد اس کے سوا کیا ہوسکتا ہے کہ اُن میں اسلامی ربط، اسلامی نظم، اور اسلامی وحدتِ خیال و عمل پائی جائے۔ پس ہر وہ تنظیم

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

جس کی مسلمانوں کو دعوت دی جائے انہیں سوچنا چاہیے کہ اس پر عمل پیرا ہو کر وہ کس حد تک اپنے اسلامی مقاصد میں کامیابی حاصل کرسکتے ہیں؟ اس نقطۂ نظر سے ہم خاکساروں کا تنظیمی پروگرام دیکھتے ہیں تو ظاہر ہوتا ہے کہ اس میں شامل ہو جانے سے مسلمانوں کو فائدہ بہت کم اور مضرت شدید پہنچ جائیگی۔ فائدہ زیادہ سے زیادہ یہی ہوگا کہ اُن کو فوجی قواعد کی مشق ہو جائیگی اُن کے جسم ورزش کے اثر سے چست اور موزوں ہو جائینگے لیکن روحانی، اخلاقی اور دینی اعتبار سے اُن کو جس ضررِ عظیم کے پہنچ جانے کا اندیشہ ہے شاید مسلمانوں کے لیے اس وقت اُس کا تصور بھی دشوار ہے۔ ذرا سنجیدگی سے سوچیے۔ آپ کو جو شخص اپنی رہنمائی میں لے کر چل رہا ہے وہ اپنے دینی عقائد اور ذاتی کیرکٹر کے لحاظ سے کس درجہ ناقابل اعتبار شخص ہے۔ پھر وہ آپ سے صرف یہ نہیں کہتا کہ میں اپنی تحریک سے تنظیم قائم کرنا چاہتا ہوں۔ بلکہ علی الاعلان اور بڑے اصرار کے ساتھ وہ آپ کے اسلام کا مذاق اُڑاتا ہے، اُس پر پھبتیاں کستا ہے، آیات میں کھلی تحریف کرتا ہے۔ احادیث کا منکر ہے۔ اور دعویٰ یہ کرتا ہے کہ میں مصنوعی اور رسمی اسلام کو مٹا کر "نبوی اسلام" کو قائم کرنا چاہتا ہوں۔ ایسے شخص کی قیادت میں اگر آپ کسی تنظیمی تحریک کے ممبر ہو گئے ہیں تو کیا آپ سمجھتے ہیں کہ آپ کا معاملہ صرف جسمانی اور فوجی تنظیم تک محدود رہیگا اور اس سے گذر کر وہ آپ کے ایمان، اخلاق، اور اسلامی خصائل تک نہیں پہنچیگا؟ پہنچیگا اور ضرور پہنچیگا۔ پس اگر آپ خاکسار تحریک میں شامل ہوتے ہیں تو زبان سے یہ کہہ کر اپنے نفس کو اور دوسروں کو فریب نہ دیجیے کہ آپ محض تنظیم کی خاطر اُس میں شریک ہو رہے ہیں۔ بلکہ یقین کر لیجیے کہ آپ کے قائد کی بے راہ روی ایمان و عمل دونوں کے اعتبار سے ایک دن آپ کو تعرِ ہلاکت میں گرا کر رہیگی۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

رہی چوتھی چیز یعنی خاکساروں کی دلیری و مردانگی اور ان کی جفاکشانہ زندگی، تو اس کے جواب میں آپ کو اصولی اعتبار سے یہ سمجھ لینا چاہیے کہ خواہ کوئی عمل فی حد ذاتہ کتنا ہی اچھا اور لائق تحسین ہو، لیکن اگر اُس کی بنیاد حُسنِ نیت، پاک ارادہ اور مقصد خیر پر نہیں ہے تو ضابطۂ اخلاق میں کبھی اُس کی تعریف نہیں کیجائیگی اور اُس کو فضائل میں شمار کرنے کے بجائے رذائل کی فہرست میں ہی شامل کیا جائیگا۔ آپ کو معلوم ہے جس طرح ایک جہاد کرنے والی فوج میں جذبۂ ایثار و فداکاری، خاص ڈسپلن، اطاعتِ امیر کا جذبہ، اور وحدتِ خیال و عمل پائی جاتی ہے، ٹھیک اسی طرح ڈاکوؤں اور لٹیروں کی منظم اور باقاعدہ جماعت میں بھی یہی اوصاف پائے جاتے ہیں، پھر دلیری و پامردی جماعتِ حقہ کی ہی خصوصیت نہیں، بعض اوقات باطل پرست بھی حق کے مقابلہ میں حیرت انگیز شجاعت و بسالت کا اظہار کرتے ہیں۔ اس میں شک نہیں ان افعال کو علم الاخلاق کی روشنی میں شجاعت سے تعبیر نہیں کیا جاسکتا۔ لیکن یہ واقعہ ہے کہ یہ افعال شجاعانہ ضرور ہوتے ہیں، اور اس بناپر وہ دیکھنے والوں اور سُننے والوں کے دلوں پر اثر انداز ہوتے ہیں۔

جن لوگوں نے خوارج کی تاریخ پڑھی ہے وہ جانتے ہیں کہ یہ فرقہ سرتاسر گمراہ ہونے کے باوجود اپنے خیالات و عقائد میں نہایت راسخ تھا۔ ان کے مرد تو مرد، عورتیں تک اس درجہ پختہ خیال اور دلیر تھیں کہ اُن کو شدید سے شدید جسمانی اذیتیں پہنچائی گئیں، ان کے اعضا کاٹ کاٹ کر دوپہر کے وقت تپتے ہوئے ریت پر اُنھیں تڑپنے اور سسکنے کے لیے کھلے میدانوں میں ڈال دیا گیا لیکن ایک لحظہ کے لیے اُن کے خیالات میں تذبذب پیدا نہیں ہوا، اور یونہی تڑپ تڑپ کر جان دے دی۔ حجاج ثقفی ایسا ظالم و جابر اموی گورنر ان پر طرح طرح کی سختیاں کرتا تھا لیکن یہ پھر بھی اپنے اعمال و افکار سے باز نہیں آتے تھے تھے۔ دور کیوں جلیئے، ایران

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کے فرقہ بابیہ کو دیکھیے ان کو کیسی کیسی سختیوں سے دوچار ہونا پڑا لیکن یہ لوگ اپنے عقائد و خیالات سے تائب نہیں ہوئے۔

ان حالات میں آپ زیادہ سے زیادہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ یہ لوگ بڑے مستقل مزاج تھے اپنے خیالات میں نہایت مضبوط اور پختہ تھے۔ لیکن یہ تو نہیں کرسکتے کہ ان کے استقلال کو دیکھ کر ان کے خیالات وعقائد کو بھی قبول کرلیں۔ بس اسی پر خاکساروں کی بہادری اور جانبازی کو قیاس کرلیجیے۔ اس جماعت نے جس انداز سے بلند شہر اور لاہور کے واقعات میں اپنے سینہ پر گولیاں کھائیں اور جان دی ہر شخص کو پورا حق ہے، اس حادثہ پر اظہار افسوس کرے نہ صرف اظہار افسوس کرے بلکہ اپنے دل میں اس کی چبھن محسوس کرے۔ تاہم اس سے متجاوز ہو کر یہ نتیجہ نکالنا کہ اُنھوں نے جس تحریک کی خاطر یہ اقدام کیا ہے، وہ بھی درست اور صحیح ہے۔ سراسر ایک خطرناک مغالطہ اور ہلاکت انگیز ذہنی عدم توازن ہے۔

جن لوگوں نے نفسیات اجتماع کا مطالعہ کیا ہے اُنہیں معلوم ہوگا، موسیولیبان کے نظریہ کے مطابق کسی تحریک کے قائد کا سب سے بڑا کمال یہ ہے کہ وہ اپنے زور تقریر یا زور تحریر سے اپنے پیروؤں کے دل و دماغ کو اس درجہ مفلوج کردے کہ وہ بے سوچے سمجھے اُس کی آواز پر لبیک کہنے کے لیے ہر وقت تیار رہیں۔ یہاں تک کہ اُنھیں اس راہ میں اپنی جانیں تلف کردینے میں بھی دریغ نہ ہو۔ پس آج کل یہی حال خاکسار تحریک کا ہے۔ ایک آواز ہے جس کے پیچھے لوگ دوڑے چلے جارہے ہیں۔ ایک حکم ہے جس کی تعمیل میں اپنے اپنے وطنوں اور گھروں کو خیرباد کہہ کر چند ہزار انسان سر سے کفن باندھ کر نکل پڑے ہیں۔ ایک نغمہ ہے جس کے زیر و بم پر سُننے والے رقص کررہے ہیں۔ لیکن یہ کوئی نہیں دیکھتا کہ اُنھیں کس چیز کی طرف بلایا جارہا ہے۔ اُنھیں شہد انگبیں کا جو جام دیا گیا ہے، اُس میں کہیں زہر تو ملا ہوا نہیں ہے۔ اور اُنھیں جس راہ پر لیجایا جارہا ہے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کہیں اُس کی انتہا ہلاکت و بربادی کے ہولناک غاروں پر تو نہیں ہوتی۔

جس طرح ایک مجاہد فی سبیل اللہ میدان جنگ میں اپنی جان دیتا ہے۔ اسی طرح دنیا کی مصیبتوں سے ایک تنگ آیا ہوا انسان بھی دشنہ و خنجر سے اپنی زندگی ختم کر دیتا ہے۔ مگر پھر یہ کیا ہے کہ ایک کے لیے فردوس و نعیم کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں، اور خداوندی انعام و اکرام کا ہاتھ اُس کو حیاتِ جاوید کا خلعت زریں پہنا دیتا ہے۔ اور اس کے برخلاف دوسرے کے لیے خودکشی کے جرم میں دائمی نکبت و خسران کی سزا تجویز کیجاتی ہے اور ایسا کرنے میں قدرت کو اس بات کا خیال بھی نہیں آتا کہ اس شخص نے دنیوی مصائب سے تنگ آ کر اپنی زندگی کا خاتمہ کیا تھا، اس کی وجہ بجز اس کے اور کیا ہے کہ جو شخص جذبات کی رو میں بہہ کر عقل سے کام نہیں لیتا اور اپنے ہوش و حواس معطل کر کے بیٹھ جاتا ہے وہ یقیناً قانون قدرت کا مجرم ہے اور اس لیے اُس کو سزا ملنی چاہیے۔

پس ضرورت اس بات کی ہے کہ آپ سنجیدگی اور متانت کے ساتھ خاکسار تحریک کے بنیادی اصول پر غور کریں اور اس کے بانی کی صحیح ذہنیت سے واقفیت بہم پہنچائیں۔ اُس کے اقوال و اعمال کو عقل و شریعت کی روشنی میں پرکھنے اور جانچنے کی سعی کریں، اور اس تحریک کے تمام پہلوؤں کا تجزیہ کر کے یہ معلوم کریں کہ اس میں شامل ہونے سے آپ کو فائدہ کتنا ہوگا اور نقصان کس قدر؟ اور پھر اگر آپ کی تحقیق سے یہ ثابت ہو کہ فائدہ سرسری اور عارضی ہے اور نقصان شدید اور مستقل۔ تو آپ کو یہ فیصلہ کر لینا چاہیے کہ نہ آپ خود اس میں شریک ہونگے، اور نہ اپنے کسی بھائی کو اس میں شامل ہونے کی اجازت دینگے۔

© rasailojaraid.com